خطباتِ ممتازِ ملت

سلسلہ نمبر ۹

شہادت کی فضیلت

ازافادات

مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

﴿نوٹ﴾

آپ نے یہ خطاب ۹ محرم الحرام بروز ہفتہ بمطابق ۱۴۳۳ھ
۲۴ نومبر ۲۰۱۲ء کی خصوصی نشست میں فرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازافادات ——— مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی
مہتمم دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی
عنوان ——— شہادت کی فضیلت
ضبطِ تحریر ——— ڈاکٹر محمد معراج خالد اشرفی
پروف ریڈر ——— مولانا محمد مہتاب عالم اشرفی
کمپوزر ——— محمد ممتاز علی اشرفی

——— ناشر ———

ادارہ دعوتِ قرآن

مرکزی دفتر

دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۱/۶ اورنگی

فون نمبر:۔ 03332351135

فہرست مضامین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ
وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ
وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا
وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ
خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ○

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۷ ۱۵۸)

ترجمہ:۔ اور اگر تم قتل کئے جاؤ اللہ کے راستے میں یا مر جاؤ تو بیشک اللہ کی طرف سے مغفرت اور بخشش بہتر ہے اس سے جو وہ سب جمع کرتے ہیں۔ اور اگر مر جاؤ یا قتل کئے جاؤ تو ضرور اللہ کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ (اشرف البیان)

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں اور آپ ادارہ دعوتِ قرآن کے زیرِ اہتمام ماہانہ دعوتِ قرآن کریم کی محفل میں بیٹھے ہیں' جیسا کہ اعلانات اور اشتہارات کے ذریعے سن اور پڑھ چکے ہونگے کہ آج کی یہ محفل محرم الحرام کی نسبت سے اور محرم

الحرام کی برکت سے خصوصی نشست ہے اور اس خصوصی نشست میں ان شاء اللہ عنوان کے مطابق ''شہادت کی فضیلت'' پر روشنی ڈالنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

صد مبارک باد ہیں ادارہ دعوتِ قرآن کے جملہ اراکین جنہوں نے اس عظیم الشان محفلِ پاک کا انعقاد کیا ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کے کاموں میں اور خلوص پیدا کرے اور اس خلوص پر اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے' اور اللہ تبارک وتعالیٰ ادارہ دعوتِ قرآن کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اور ان کے مشکلات اور ان کی پریشانیوں کو اللہ رب العلمین دور فرمائے تاکہ احسن طریقے سے ہمیں اور آپ کو ہر مہینے نئے نئے علمائے کرام کے خطابات سننے کا موقع ملتا رہے۔

اس وقت محفلِ پاک کی زینت مفتی اہلسنت نجم ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ' ان کے ساتھ سینئر استاد حضرت علامہ اختر بلال نورانی اشرفی اور اسی جامعہ نہرۃ العلوم کے سینئر استاد علامہ غلام حسین سیال صاحب اور غالبًا آج پہلی مرتبہ ادارہ دعوتِ قرآن کی اس محفل میں مفتی محمد فرقان مدنی صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ان کے علاوہ دیگر مساجد کے آئمہ کرام اور علمائے ذی وقار تشریف فرما ہیں۔

میں ان شاء اللہ العزیز اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کے سامنے آیتِ کریمہ کی تفسیر پر بھی روشنی ڈالتا جاؤنگا اور ساتھ ہی ساتھ شہادت کی فضیلت

بھی گوش گزار کرتا جاؤنگا۔

میں نے قرآن کریم کے ایک ہی مقام سے دو آیتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے جو سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۵۷ اور ۱۵۸ ہے۔عام طور پر شہادت کی فضیلت کی جب بات ہوتی ہے تو فوراً ہمارا ذہن اس سلسلے کی جو مشہور آیات ہیں اس طرف جاتا ہے' اور یہ عنوان بھی بہت پرانا ہے اور جو میں بتاؤنگا اس سے کہیں زیادہ آپ علمائے کرام سے سن چکے ہیں لیکن پھر بھی محفل کی جو برکت اور نسبت ہے ان شاء اللہ اسکے صدقے میں شہادت کی فضیلت پر ایک نئے انداز سے گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کرونگا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ۔

اگر تم اللہ کے راستے میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ۔

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ضرور تمہارے لئے مغفرت ہے۔

وَ رَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔

اور اللہ کی طرف سے وہ رحمت ہے جو وہ سب جمع کرتے ہیں

وہ ان سب سے بہتر ہے۔

وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔

اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ تو تم سب ضرور بالضرور

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

﴾ شہادت‘ عبادت اور عبودیت کا مجموعہ ہے ﴿

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو حکم دیا ہے کہ نماز پڑھو۔ یہ نماز کیا ہے؟ عبادت ہے۔

ماہِ رمضان آجائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم آتا ہے کہ روزہ رکھو۔ ہم روزہ رکھتے ہیں، یہ روزہ کیا ہے؟ عبادت ہے۔

اگر انسان صاحبِ استطاعت ہے تو اسے کہا گیا ہے کہ حج بیت اللہ کرو۔ تو بیت اللہ شریف کا جب ہم حج کرتے ہیں، تو یہ حج کیا ہے؟ عبادت ہے۔

اگر انسان صاحبِ استطاعت ہے تو شریعت کا حکم ہے کہ زکوٰۃ دو تو جب ہم زکوٰۃ دینگے تو یہ زکوٰۃ کیا ہے؟ عبادت ہے۔ یعنی یوں سمجھیئے کہ نماز عبادت ہے، روزہ عبادت ہے، زکوٰۃ عبادت ہے، حج عبادت ہے لیکن شہادت پر آپ غور کریں تو شہادت عبادت بھی اور عبودیت بھی ہے۔ شہادت میں اللہ رب العزت نے دو خوبیاں رکھی ہیں۔ شہادت عبادت بھی ہے اور شہادت عبودیت بھی ہے۔ میں اس کے درمیان فرق آپ کو بتاؤنگا لیکن میں نے یہاں سے گفتگو شروع کرنا ہے کہ دیگر ساری عبادتیں صرف عبادت ہے لیکن شہادت عبادت بھی اور عبودیت بھی ہے۔

یعنی شہادت عبادت مع العبودیت ہے چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ عبادت کا ذکر فرمارہا ہے کہ اگر تم اللہ کے راستے میں قتل کردیئے جاؤ یا

اللہ تعالیٰ کے راستے میں مرجاؤ تو

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ.

تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے مغفرت ہے اور تمہارے لئے رحمت ہے۔

یہ مغفرت اور رحمت عبادت کی طرف اشارہ ہے، یہ آیت نمبر ۱۵۷ ہے۔ آیت نمبر ۱۵۸ میں اللہ تبارک وتعالیٰ عبودیت کا ذکر فرمارہا ہے۔ فرمایا:

وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ

اگر تم مرجاؤ یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کردیئے جاؤ تو

لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ.

تو اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عبودیت کا بیان ہے۔

پہلی آیت میں عبادت کا ذکر ہورہا ہے اور دوسری آیت میں عبودیت کا ذکر ہورہا ہے۔ کیونکہ تین چیزوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاد کی ترغیب دی ہے اور تین چیزوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہادت کی ترغیب دی ہے۔

(پہلی چیز) تمہیں مغفرت ملے گی۔

(دوسری چیز) تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ملے گی

(تیسری چیز) اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت تمہیں ملے گی۔

پھر علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام سفر کرتے ہوئے کہیں جا رہے تھے راستے میں ایک قوم سے آپکی
ملاقات ہوئی ۔اس قوم کو دیکھا کہ نحیف الابدان ہیں' آنکھیں اندر کی طرف ہیں'
چہرے پر زردی ہے یعنی یہ ساری باتیں علامت تھیں کہ یہ عبادت گذار تھے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ بھائی تم لوگ اتنی کثرت سے عبادت
کرتے ہو' کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ۔اللہ تعالیٰ کے
عذاب سے ہمیں ڈر ہے'اس لئے ہم کثرت سے عبادت کرتے ہیں ۔حضرت عیسیٰ
علیہ السلام انکی گفتگو سن کر چند قدم آگے بڑھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اللہ تبارک
وتعالیٰ بڑا کریم ہے ۔اگر تم عذاب کے ڈر سے عبادت کرتے ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ
تمہیں عذاب سے بچالے گا۔

کچھ دور گئے تو اور ایک قوم سے آپ کی ملاقات ہوئی' آپ نے اس قوم کا حال بھی
یہی دیکھا تو آپ نے اس قوم سے کہا کہ بھائی اتنی عبادت کیوں کرتے ہو؟ آخر کیا
وجہ ہے اتنی عبادت کرتے ہو۔کہنے لگے کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی جنت کی طلب
کیلئے کرتے ہیں ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہتے ہوئے چند قدم آگے چلے گئے کہ اگر تم
اللہ تبارک وتعالیٰ کی جنت کی طلب کیلئے عبادت کرتے ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا
کریم ہے وہ تمہیں جنت عطا کریگا۔

اسکے بعد اور آگے گئے تو ایک اور قوم سے آپکی ملاقات ہوئی ۔اس قوم کا حال بھی
یہی تھا کہ نحیف الابدان تھے'چہرہ زرد تھا' آنکھیں اندر کی طرف گئی ہوئی تھیں ۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے بھی یہی سوال کیا کہ بھئی اتنی عبادت کیوں کرتے

ہو؟ اسکی کیا وجہ ہے ۔انھوں نے بھی یہی جواب دیا لیکن ساتھ میں انھوں نے یہ بھی
کہا کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ ہمارا معبود ہے'نہ ہمیں جنت کی طلب ہے اور نہ ہمیں جہنم کا خوف ہے بس اللہ
تعالیٰ ہمارا معبود ہے اور ہم اسی کے بندے ہیں اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت
کرتے ہیں ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے یہ کہتے ہوئے گزرے کہ اگر تمہارا
ارادہ یہی ہے کہ نہ تمہیں جنت کی طلب ہے اور نہ جہنم کا تمہیں خوف ہے اگر واقعتاً
یہی بات ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور تمہیں اپنی معیت عطا کریگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس حکایت سے حضرت علامہ فخر الدین رازی علیہ
الرحمۃ نے یہ سمجھایا ہے کہ دیکھئے آیتِ کریمہ تین چیزوں پر منطبق ہے۔

(۱) مغفرت۔

(۲) رحمت۔

(۳) لَاِلَی اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے
اللہ کے ساتھ ہو گے یعنی معیت ۔

جو لوگ اس خیال سے عبادت کرتے ہیں کہ جہنم سے ہم بچ جائیں گے تو ان کیلئے
اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

لَمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ.

تمہارے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت ہے۔

اور جس عبادت سے وہ جنت طلب کرتے ہیں' جنت چاہتے ہیں تو ان کیلئے اللہ

تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ

وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ.

کہ تمہارے لئے ایسی رحمت ہے کہ جو وہ جمع کرتے ہیں اس سے کہیں بہتر ہے۔

یہ اس عبادت کی جانب اشارہ ہے۔اور جس قوم نے کہا تھا کہ ہمیں نہ جنت کی طلب ہے اور نہ جہنم کا خوف ہے' ہمیں تو رب تعالیٰ کی معیت چاہیئے' ہم تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار کیلئے عبادت کرتے ہیں۔اس کی طرف اشارہ ہے،

لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ.

کہ ضرور بالضرور تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

یہ تیسرا مقام' مقامِ عبودیت ہے۔اور اول کے دونوں مقام' مقامِ عبادت ہے۔گویا کہ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت کریمہ میں یہ بتادیا ہے کہ دیکھو باقی عبادت صرف عبادت ہے لیکن شہادت عبادت بھی ہے اور عبودیت بھی ہے۔اس لئے شہادت کے عوض میں تمہیں مغفرت بھی ملے گی اور شہادت کے عوض میں تمہیں رحمت بھی ملے گی اور شہادت کے عوض میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت بھی مل جائے گی۔

قرآن سے استدلال کے بعد ہم اس جانب چلیں گے کہ شہادت کی فضیلت کیا ہے؟ یہ بات تو سمجھ گئے کہ شہادت عبادت بھی ہے اور شہادت عبودیت بھی ہے۔باقی عبادات صرف عبادت ہے لیکن باقی عبادتوں میں یہ معاملہ نہیں ہے۔

﴿ شہادت کی پہلی فضیلت ﴾

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اعزاز کے ساتھ جنت میں جانا کیا ہے' اور مطلق جنت میں جانا کیا ہے۔ان دونوں میں فرق ہے۔کہتے ہیں

وہ عبادت گذار جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر عبادت کرتے تھے جب قبروں سے نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائیگا،اے گروہِ ملائکہ یہ جہنم کے عذاب سے ڈر کر میری عبادت کرتے تھے اسے جہنم سے بچالو اور جنت میں بھیج دو۔

دوسرا عبادت گذار وہ ہوگا کہ جنت کی طلب کیلئے عبادت کررہا ہوگا جب یہ قبروں سے نکلیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ملائکہ سے فرمائیگا کہ اے گروہِ ملائکہ انھیں لے لو اور اسے جنت میں لے جاؤ اس لئے کہ یہ جنت کی طلب کیلئے عبادت کرتے تھے تو انھیں جنت دے دو۔

تیسرا طبقہ عبودیت یا دوسرے لفظوں میں شہادت والا، یہ گروہ جب قبروں سے نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ عبودیت کرنے والوں کے متعلق فرمائیگا کہ اے گروہِ ملائکہ ابھی اسے جنت میں نہ لے جاؤ بلکہ میری بارگاہ میں لے آؤ۔اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ جائیں گے جو عبادت' عبادت مع العبودیت کرنے والے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں جب ملائکہ لے جاکر کھڑا کردیںگے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیگا

وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ وَ کَرَمِیْ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ اِلَّا لِمِثْلِکَ

میری عزت کی قسم ہے میرے جلال کی قسم ہے اور میری کرم نوازی کی قسم ہے کہ میں نے جنت پیدا ہی تم جیسے لوگوں کیلئے کیا ہے۔

یہ اعزاز ہے یہ عبادت مع العبودیت کا اعزاز ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت تینوں کو عطا کر رہا ہے اور تینوں کو جہنم سے بچا رہا ہے لیکن ایک کو اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں بھیجتے ہوئے یہ فرمائیگا۔

یہ اعزاز شہداء کو حاصل ہے یہ اعزاز شہادت پانے والوں کو حاصل ہے۔

بس دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ یہ اعزاز اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا ہے کہ کل قیامت کا دن ہوگا میدانِ محشر میں لوگ جمع ہونگے۔ ربِ کریم نجات پانے والوں سے کہے گا جاؤ ہم نے تمہیں نجات دیدی، جاؤ ہم نے تمہیں نجات دیدی لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جب باری آئیگی تو ربِ کریم فرمائیگا اے حسین میرے سامنے آؤ، میری بارگاہ میں آؤ، اس لئے کہ جنت تو ہم نے تمہارے لئے ہی پیدا کی ہے۔ ہم نے جنت کی بہاریں تمہارے لئے پیدا کی ہیں، ہم نے تو جنت تم جیسے لوگوں کیلئے پیدا کی ہے۔ غالبًا یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

اِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (ترمذی)

کہ حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

جنت میں ہم بھی جائیں گے اور جنت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی جائیں گے مگر دونوں کے جانے میں کتنا فرق ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ اعزاز واکرام کے ساتھ جنت میں بھیجے گا اور ہمیں صرف جنت دیگا۔ ان دونوں میں فرق ہے کہ جنت اللہ تبارک وتعالیٰ عبادت گذار کو بھی عطا فرمائیگا اور جنت اللہ تبارک وتعالیٰ عبودیت گذار کو بھی عطا فرمائیگا لیکن دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہوگا۔

کہ اِدھر عبادت میں عطائے جنت ہے اور شہادت میں عطائے جنت مع الاعزاز ہے۔

﴿ شہادت کی دوسری فضیلت ﴾

دوسری فضیلت یہ ہے کہ عبادت میں تصورِ دیدارِ الٰہی ہے اور شہادت میں تصدیقِ دیدارِ الٰہی ہے۔ جب بندہ عبادت کرتا ہے تو عبادت میں دیدارِ الٰہی کا تصور بناتا ہے لیکن جب بندہ شہید ہوتا ہے تو تصور میں نہیں اب تو اپنے رب کو تصدیقًا دیکھ لیتا ہے تو عبادت میں تصورِ دیدارِ الٰہی ہے اور شہادت میں تصدیقِ دیدارِ الٰہی ہے۔

آیئے اس کو بھی میں ثابت کروں کہ عبادت میں تصورِ دیدار کس طرح سے ہے۔

حدیثِ جبریل علیہ السلام کا ٹکڑا پیش کرتا ہوں۔ سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اللہ کی بندگی بجالاؤ، جب عبادت کرو تو اس طرح عبادت کرنا کہ

کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (بخاری شریف)

ترجمہ: گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو بیشک وہ تمہیں

دیکھ رہا ہے۔
اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے اور بالیقین دنیا میں ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے تو یہ تصور کرنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے تو گویا کہ تصور کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کرینگے، اور تصور ذہن میں لا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں، لیکن جب شہید شہادت پاتا ہے تو اس وقت کیفیت کچھ اور ہوتی ہے، شہید بوقتِ شہادت جو منظر دیکھتا ہے اپنے رب کے جلوؤں کو دیکھتا ہے وہ جلوہ عبادت گذار نہیں دیکھتا۔ اِدھر تصدیق ہے اور اُدھر تصور ہے۔ ذہن میں انسان تصور لاتا ہے اور کبھی کبھی تصور لاتے ہوئے وہ اللہ کے تصور کے بجائے کسی اور کا تصور لے آتا ہے، کبھی کاروبار کا تصور، کبھی اپنے بچوں کا تصور لے آتا ہے تو کبھی دوست و احباب کا تصور لے آتا ہے۔

لیکن جہاں تصدیقِ دیدار ہوگی وہاں پر غیر اللہ کا تصور آ ہی نہیں سکتا، اور شہید بوقتِ شہادت جب اسے شہادت مل رہی ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسی بناء پر صحیح بخاری شریف کتاب الجہاد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اہل جنت' جنت میں چلے جائیں گے تو وہ دنیا میں لوٹنا پسند نہیں کرینگے سوائے شہید کے۔

مَا مِنْ عَبْدٍ يَّمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَّسُرُّهُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَاَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْدَ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَاِنَّهُ يَسُرُّهُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ مَرَّةً اُخْرٰى۔

ترجمہ: کوئی بندہ ایسا نہیں جسے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس اچھی جگہ ملے پھر بھی دنیا میں واپس پلٹنا پسند کرے خواہ اسے دنیا و مافیھا سب کچھ دے دیا جائے سوائے شہید کے۔ کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت' ذائقہ اور ثواب دیکھ چکا ہے لہذا وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں واپس جائے اور راہِ خدا میں دوبارہ قتل ہو۔
شہید جنت سے نکلنے کی آرزو کیوں کرینگے۔ شہادت کی جو فضیلت انھوں نے بوقتِ شہادت دیکھی ہے اس کی بناء پر یہ آرزو کرینگے ـــــــــ اس کی بناء پر یہ تمنا کریں گے ہمیں دنیا میں بھیج دے تاکہ میں دوبارہ شہید ہو جاؤں اور تیرا جلوہ دوبارہ دیکھ سکوں۔ اسی حدیث شریف میں یہ لفظ ہے کہ **عشرہ** ـــــ کہ دس مرتبہ وہ کہے گا کہ مولیٰ مجھے شہادت دے پھر مجھے بُلا' پھر شہادت دے پھر مجھے بُلا' پھر شہادت دے پھر مجھے بُلا۔ اس لئے کہ جو تیرے دیدار میں لذت ہے وہ جنت میں میسر نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ شہید کیلئے دیدارِ الٰہی تصدیقی ہے اور عبادت کرنے والوں کیلئے دیدارِ الٰہی تصور ہے۔ تو اِدھر تصورِ دیدار ہے اور اِدھر تصدیقِ دیدار ہے۔ ایک طرف عبادت گذار تصور کرتا ہے اور شہید بوقتِ شہادت تصور نہیں تصدیق کرتا ہے کہ اے دنیا والو! میری گردن پر تلوار چلاؤ اب تم ہٹا نہیں سکتے کیونکہ اب میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں، میرے جسم پر گھوڑے دوڑاؤ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اس لئے اب مجھے تصدیقِ دیدارِ الٰہی حاصل ہوگئی ہے۔ قرآن کریم کے اشارۃ النص کی دلالت سے بھی بتانا چاہونگا اہل علم بھی بیٹھے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کی ابتداء وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ سے کی۔ قُتِلْتُمْ یہ حاضر کا صیغہ ہے،

جیسے میں آپ سے خطاب کر رہا ہوں تو آپ سے میں مخاطب ہوں اور آپ مخاطب ہیں۔ آپ حاضر ہیں میں آپ سے خطاب کر رہا ہوں اور اس پروگرام (پنڈال) سے باہر جو لوگ ہیں وہ غائب ہیں، اگرچہ میں اس کیلئے مخاطب ہوں مگر وہ میرا مخاطب نہیں ہے مخاطب آپ ہیں۔ اب سمجھئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ "اے مسلمانو! اگر تم قتل کر دیئے جاؤ" دیکھئے حاضر کا صیغہ ہے اور اسکا اختتام ہو رہا ہے خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ. غائب کے صیغہ سے۔ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ کے اعتبار سے خَیْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ نہیں ہے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ اللہ کی وہ مغفرت اور اللہ کی وہ رحمت جو اسے اللہ تبارک وتعالیٰ بوقتِ شہادت عطا کریگا وہ تو اس سے بہتر ہے۔ جسے وہ جمع کرتے ہیں' اختتام ہے مِمَّا یَجْمَعُوْنَ، غائب کے صیغہ سے۔ وَ لَئِنْ قُتِلُوْا نہیں ہے اس کے لحاظ سے اختتام یہ ہونا چاہیئے کہ خَیْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ. لیکن ایسا نہیں ہے اکثر و بیشتر مفتی صاحب (مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی صاحب) سے باتیں ہوتی رہتی ہیں وہ کہتے ہیں آیتِ کریمہ کا اختتامیہ بہت معانی خیز ہوتا ہے۔ حالانکہ جب ہم تقریر کرتے ہیں تو اکثر مقررین آیت کی ابتداء پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن اختتامیہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ.

وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ

کو سمجھتے ہیں کہ یہ اسمائے باری تعالیٰ ہیں اور اس پر کوئی تفسیری گفتگو نہیں کرتے'

حالانکہ ہر آیت کے اختتام پر اللہ تبارک وتعالیٰ پوری آیت کا خلاصہ بیان کرتا ہے۔ اس فلسفہ کو سمجھیئے پہلی آیت میں علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ جب بندہ عبادت کرنے لگتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا تصور لانے کیلئے اس کو کہا گیا اسی بناء پر پہلی آیت میں عبادت کا ذکر ہے تو مِمَّا تَجْمَعُوْنَ نہیں ہے بلکہ مِمَّا یَجْمَعُوْنَ ہے کہ اگر مِمَّا تَجْمَعُوْنَ کہہ دیا جاتا تو مطلب یہ ہوتا کہ عبادت کا مقصد بھی تصدیقِ دیدار ہے حالانکہ عبادت کا اختتام تصدیقِ دیدار نہیں ہے بلکہ تصورِ دیدار ہے۔ اس لئے حاضر سے کلام غائب کی طرف چلا گیا کہ پہلے خطاب تھا کہ تم قتل کر دیئے جاؤ اسکے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو غائب کر دیا کہ مِمَّا یَجْمَعُوْنَ. اس سے بہتر ہے جو وہ سب جمع کرتے ہیں یعنی عبادت گذار جسے جمع کرتے ہیں اس سے بہتر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت۔ اس آیتِ کریمہ کی ابتداء اور انتہا ہمیں بتا رہی ہے کہ عبادت میں تصورِ دیدار ہے۔

دوسری آیت ۱۵۸ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبودیت کا ذکر فرمایا ہے، تو اس کی ابتداء وَ لَئِنْ مُّتُّمْ حاضر کے صیغہ سے اور اختتام ہے لَاِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ حاضر کے صیغے سے اس لئے کہ وہاں عبادت کا ذکر تھا اور اِدھر عبودیت کا ذکر ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہیئے کہ اِدھر صرف عبادت کا ذکر تھا اور دوسری آیت میں عبادت مع العبودیت کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لئے وَ لَئِنْ مُّتُّمْ حاضر کے صیغے سے شروع ہوا اور حاضر کے صیغے ہی تُحْشَرُوْنَ پر اختتام ہے یعنی تم سب جمع کئے جاؤ گے۔

اللہ رب العلمین کی طرف سے اس آیت کریمہ میں خود اشارہ موجود ہے کہ شہادت
میں تصور دیدار نہیں بلکہ تصدیقِ دیدار ہے۔ اس لئے جو شہید ہو جاتا ہے وہ ایک دو
دفعہ نہیں بلکہ بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ وہ دس دفعہ اللہ تبارک وتعالیٰ
کی بارگاہ میں آرزو کریگا کہ مولیٰ ہمیں دنیا میں بھیج کیونکہ جو لذت تیرے دیدار میں
ہے وہ کسی اور چیز میں کہاں ہے۔ حدیثِ بخاری ملاحظہ فرمایئے

مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَهٗ مَا عَلَی الْاَرْضِ
شَیْءٌ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا
یَرٰی مِنَ الْکَرَامَةِ۔

ترجمہ: کوئی ایسا شخص نہیں جو جنت میں داخل ہوا اور دنیا میں واپس لوٹنے کی تمنا
کرے خواہ اسے دنیا کا سارا سازوسامان دے دیا جائے ماسوائے شہید کے۔ وہ
آرزو کرتا ہے کہ دنیا کی طرف لوٹے پھر دس دفعہ قتل کیا جائے کیونکہ وہ شہادت کا
درجہ دیکھ چکا ہے۔

﴿نبی کریم ﷺ کا صومِ وصال رکھنا﴾

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر صومِ وصال رکھنا شروع کیا کیونکہ
رب کے دیدار سے جب مشرف ہوئے تو کھانے کو بھول گئے، جب رب کے
دیدار سے مشرف ہوئے تو پینے کو بھول گئے جب افطار کا وقت آتا تھا تو اس وقت
رب کے دیدار سے اپنے آپ کو افطار کرا لیا کرتے تھے یہ بھول جاتے تھے اب کیا

کھانا ہے اور کیا پینا ہے اور کھانے پینے میں لذت بھی باقی نہیں رہی۔ اس لئے کہ
وہ کسی اور چیز میں کہاں ہے۔ جو دیدارِ الٰہی میں لذت ہے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام بھی
صومِ وصال رکھنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اَیُّکُمْ مِثْلِیْ" کون ہے تم میں
میری مثل کیونکہ یہ فلسفہ بتاتا تھا کہ میں دیدار الٰہی کر لیتا ہوں تو میرا پیٹ بھر جاتا ہے
میں دیدار الٰہی کر لیتا ہوں تو میری پیاس بجھ جاتی ہے لیکن تم ابھی اس مرتبہ پر نہیں
پہنچے کیونکہ

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔

اس دنیا میں کوئی اپنی سر کی آنکھوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار نہیں کرسکتا اس
لئے سرکار ﷺ نے فرمایا

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ

کون ہے تم میں میری مثل۔

نبی کریم ﷺ اسی دیدار الٰہی سے اپنی پیاس اور اپنی بھوک کو بجھاتے تھے اور اس
میں جو لطف انھیں آتا تھا وہ کھانے میں نہیں آتا تھا۔

﴿امام اعظم علیہ الرحمۃ اور نماز مغرب﴾

امامِ اعظم علیہ الرحمہ کا قول ترمذی شریف کی شرح میں موجود ہے کہ امام صاحب
سے غالبًا کسی نے پوچھا ہوگا تبھی آپ نے یہ جملہ کہا ہے کہ بھائی میں اللہ تعالیٰ سے
دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغرب کی نماز کو میرے لئے افطار بنا دے میرے

افطار کو مغرب کی نماز نہ بنا دے کہ میں نماز چھوڑ کر افطار کرتا رہوں' کھاتا رہوں' پیتا رہوں۔ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نماز میں وہ لذت دیدے' مجھے اللہ تعالیٰ نماز میں وہ خوبی عطا فرمادے کہ میں نماز پڑھوں تو ایسا ہی لگے کہ جیسے میں افطار کر رہا ہوں۔ مجھے کھانے میں جو لذت آتی ہے وہ مجھے نمازِ مغرب میں مل جاتی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لِاَنْ يَّكُوْنَ طَعَامِيْ كُلُّهُ صَلٰوةً اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ صَلٰوتِيْ كُلُّهَا طَعَامًا۔ (حاشیہ ترمذی شریف)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میرا افطار نمازِ مغرب بننے کی بجائے میری نمازِ مغرب میرا افطار بن جائے۔

﴿شہادت کی تیسری فضیلت﴾

اب تیسری فضیلتِ شہادت آسان لفظوں میں بتاتا ہوں کہ عبادت میں ظنِ مغفرت ہے اور شہادت میں یقینِ مغفرت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان لاؤ، نیک عمل کرو گے تو ہم تمہیں معاف کر دینگے اور اجرِ عظیم عطا کریں گے انسان جب نماز پڑھتا ہے تو کیا اسے معلوم ہے کہ جو نماز ہم نے پڑھی ہے واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے گی۔ انسان ظہر کی نماز پڑھے کیا پتہ اس سے کوئی رکن چھوٹ رہا ہو کوئی شرط اس سے چھوٹ رہی ہو' بہت سارے خیالات آسکتے ہیں' بہت ساری

باتیں ذہن میں آسکتی ہیں' اس لئے جب آپ نماز پڑھیں' عبادات بجالائیں اور دیگر شعائرِ اسلام کو بجالائیں تو اس کے ذریعے سے آپ کو جو انعام واکرام ملتا ہے اسکے متعلق ظن غالب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ معاف کردیگا یہ ظن ظنِ مغفرت ہے لیکن شہادت کے وقت جب شہید' شہادت کی نعمت کو پاتا ہے تو اسکی مغفرت یقینی ہو جاتی ہے۔

یہاں ایک طرف ظنِ مغفرت ہے تو دوسری طرف یقینِ مغفرت ہے۔ ایک طرف مغفرت کا گمان ہے تو دوسری طرف مغفرت کا یقین ہے۔ اب اس کو بھی میں مثال دیکر سمجھاتا ہوں۔ ابو داؤد شریف' کتاب الجہاد میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ ایک شخص جس کا نام عمرو بن اقیش ﷛ تھا (آخر میں ایمان لے آئے تھے صحابی تھے) ان کو بار ہا لوگوں نے کہا بھئی تم رسولِ اکرم ﷺ سے اتنی محبت کرتے ہو تو کلمہ پڑھ کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے' وہ کہتے کہ میں مسلمان ہو جاؤنگا میرا وعدہ ہے لیکن ابھی تھوڑا ٹھہر جاؤ۔ کچھ شارحینِ حدیث نے اسکی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمرو بن اقیش ﷛ کے کچھ قرضے تھے جو سود پر دیے گئے تھے وہ یہ سوچتے تھے کہ ابھی جب ایمان لے آؤنگا اسلام تو سود کو حرام کہتا ہے تو میں سود نہیں لے سکوں گا لہذا ابھی ایمان نہ لاؤ۔ سود کے ساری رقم لے لینے کے بعد ایمان لائیں گے، حدیث ابی داؤد ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ اَنَّ عَمْرَو بْنَ اُقَيْشٍ كَانَ لَهٗ رِبَاطٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَرِهَ اَنْ يُّسْلِمَ حَتّٰى يَأْخُذَهٗ فَجَاءَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ اَيْنَ بَنُوْ عَمِّيْ قَالُوْا

بِاُحُدٍ قَالَ اَیْنَ فُلَانٌ قَالُوْا بِاُحُدٍ فَلَبِسَ لَامَتَهٗ وَ رَکِبَ فَرَسَهٗ ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَهُمْ فَلَمَّا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَالُوْا اِلَیْکَ عَنَّا یَا عَمْرُو قَالَ اِنِّیْ قَدْ اٰمَنْتُ فَقَاتَلَ حَتّٰی جَرَحَ فَحُمِلَ اَهْلَهٗ جَرِیْحًا فَجَاءَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ لِاُخْتِهٖ سَلِیْهِ حَمِیَّةً لِقَوْمِکَ اَوْ غَضَبًا لَهُمْ اَمْ غَضَبًا لِلّٰهِ فَقَالَ غَضَبًا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ مَا صَلّٰی لِلّٰهِ صَلٰوةً ۔

(کتاب الجہاد)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرو بن اُقَیش کے زمانہ جاہلیت میں کچھ قرض تھے اس لئے وہ فی الفور اسلام لانا نہیں چاہتے تھے یہاں تک کہ غزوۂ احد والے دن آئے اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ کہا احد میں' کہا فلاں کہاں ہے؟ کہا احد میں۔ پس وہ اپنے اسلحہ وغیرہ لے کر گھوڑا پر سوار ہوئے پھر اہل احد کی طرف چل دیئے۔ مسلمانوں نے جب عمرو بن اُقیش کو اپنی جانب آتا دیکھا تو کہا کہ اے عمرو! ہم سے دور رہو' عمرو نے کہا کہ میں ایمان لا چکا ہوں پھر وہ جہاد میں شریک ہو کر زخمی ہو گئے، ان کے گھر کی طرف زخمی حالت میں انھیں پہنچا دیا گیا' پھر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انکی بہن سے کہا کہ تیری قوم کی عزت کی حفاظت کی خاطر یہ زخمی ہو گئے ہیں یا ان پر غضبناک ہو کر یا ان پر اللہ تعالیٰ کیلئے غصہ ہو کر۔ کہا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی رضا کیلئے ان پر غصہ کھا کر ٹوٹ پڑے اور شہید ہو گئے۔ پھر جنت میں داخل ہو گئے اس حال میں کہ ابھی تک اس نے اللہ تعالیٰ کیلئے ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔

جیسے ہمارے یہاں بڑا المیہ ہے کہ کبھی کسی سے کہیئے کہ نماز روزہ کیوں نہیں کرتے ہو تو کہتے ہیں کہ کر لیں گے آخر عمر میں۔ کسی کو کہہ دیں کہ بھائی ماشاءاللہ اتنی عمر ہو گئی آپ چہرے پر سنتِ رسول ﷺ کو سجالیں، کہتے ہیں ابھی تو ہماری عمر بہت کم ہے یعنی بیچارہ داڑھی بھی اسوقت چھوڑے گا' نماز بھی اس وقت پڑھے گا جب وہ چلنے کے لائق نہ رہے مسجد میں کرسی لگا کر نماز پڑھے، تب جا کر وہ کام کریگا، یہ صرف سمجھانے کیلئے بات کر رہا ہوں جو ہمارے یہاں معاشرے میں واقع ہے' یہ المیہ ہے۔ حدیث شریف میں عبارت ہے فَدَخَلَ الْجَنَّةَ مَا صَلّٰی لِلّٰهِ صَلٰوةً کہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انھوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ لیکن شہید ہوتے ہی جنت میں داخل ہو گئے یعنی بغیر کسی حساب و کتاب کے۔ اب مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ عبادت میں ظنِ مغفرت ہے اور شہادت میں یقینِ مغفرت ہے کہ یہاں شہادت پاتے ہی جنتی ہو گئے اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَی الْجَنَّةِ۔ (بخاری کتاب الجہاد)

ترجمہ: جو ہم میں سے کافروں کے ہاتھوں قتل ہو گا وہ جنت میں جائیگا۔

عبارت پر ذرا غور کریں مَنْ قُتِلَ مِنَّا کَانَ اِلَی الْجَنَّةِ نہیں ہے کہ پہلے سے وہ جنتی تھا کہ ہم نے اسے جنت میں بھیج دیا ایسی عبارت نہیں ہے۔ اس کو میں مثال دے کر سمجھاتا ہوں۔ میں اگر یہ جملہ کہوں کہ زَیْدٌ صَارَ عَالِمًا، زید عالم ہو گیا تو مطلب کیا ہوا کہ پہلے زید عالم نہیں تھا اب ہو گیا۔ زید پہلے غیر عالم تھا لیکن اب یہ

عالم ہوگیا۔ صَارَ، یہ ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں چیز کو لے جانے کیلئے
ہے۔ پہلی کیفیت میں جو چیز نہیں تھی اسے دوسری کیفیت میں لے جانے کیلئے
صَارَ لفظ استعمال میں لاتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ

میں پہلے جملہ معترضہ کے طور پر آپ کے گوش گذار کر دوں کہ تمام کے تمام صحابی
جنتی ہیں وہ اگر مَنْ قُتِلَ مَنْ صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ کے زمرہ میں نہ بھی آئیں تب بھی
جنتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے تمام صحابہ
کو وہ مقام عطا فرمایا جو قیامت تک شہداء بھی وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتے یہ تو فقط
صحابی کی بات نہیں ہو رہی ہے صحابی اور غیر صحابی دونوں کی بات ہے کہ مَنْ قُتِلَ
مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک گنا ہگار گناہوں میں لت پت ہے وہ
اللہ تعالیٰ کے راستے میں اگر اخلاص کے ساتھ شہید ہو جاتا ہے تو اسے بھی اللہ
تبارک وتعالیٰ جنت عطا فرما دیتا ہے۔ علماء کے درمیان یہ بحث رہے گی کہ حقوق
العباد اور حقوق اللہ دونوں کی معافی ہو جاتی ہے یا صرف ایک کی معافی ہوتی ہے۔
شہادت کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کی شہادت کو قبول کر لیتا ہے اسکی
مغفرت یقینی ہو جاتی ہے۔ اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ شہید کا ایک قطرہ
خون زمین پر گرتا ہے اور اسکے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ دھو ڈالتا ہے۔ لہذا
تیسری فضیلت یہی نکلی کہ عبادت میں ظنی مغفرت ہے لیکن شہادت میں یقینی
مغفرت ہے۔

حضرت امام حسین ؓ کا کام عبودیت والا ہے اس لئے میدانِ کربلا میں
خاک پر اپنی پیشانی لگا دیتے ہیں اور اس وقت بھی یہی کہتے ہیں کہ مولیٰ اگر مجھ سے
کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کسی
صورت بھی تیری رضا میں کمی نہ آنے پائے۔ یہ وہ مقام ہے جو حضرت امام حسین
ؓ کا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔ کہ تم سب
اللہ کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت امام حسین ؓ ہمیں میدانِ کربلا میں
دونوں کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شب عاشورہ کے بارے میں تاریخ نگار کہتا
ہے کہ حسینی خیموں کی طرف سے شہد کی مکھیوں کی طرح آوازیں آ رہی تھیں۔ غور
کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آوزیں ذکرِ الٰہی کی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کی
آوازیں ہیں۔ کوئی قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو کوئی ذکرِ الٰہی کر رہا ہے ہر کوئی
کچھ نہ کچھ کر رہا ہے جسے جو سمجھ میں آ رہا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کر رہا تھا۔
رات بھر حضرت امام حسین ؓ عبادت کرتے رہے، حضرت امام حسین ؓ کے
سارے رفقاء عبادت کرتے رہے، رات بھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت
کرتے رہے۔ میدانِ کربلا میں امام حسین ؓ گئے تو اب مقام عبودیت کا اظہار
کرنے لگے۔ یہ ہے حسین کا مقام اور یہ ہے فضیلت۔

امام حسین ؓ میدانِ کربلا میں دونوں مرحلے طے کر رہے ہیں، حضرت
امام حسین ؓ جب زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرے تو مقامِ عبودیت پر فائز تھے،
شہادت پانے والے تھے، جب آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجدہ ہوئے تو

یہ مقامِ عبادت ہے۔ہم تو فضیلت کو ٹکڑوں میں پائیں گے لیکن حضرت امام حسین
ؓ نے اسے اپنے اندر یکجا کرلیا ہے۔دونوں فضیلتیں یعنی عبادت اور عبودیت
حضرت امام حسین ؓ کے اندر موجود ہیں' نہ امام حسین ؓ سے آپ عبادت کو دور
کر سکتے ہیں اور نہ ہی عبودیت کو دور کر سکتے ہیں' اور شہادت یہی ہے کہ انسان
عبادت مع العبودیت بجالاتا ہے۔حضرت امام حسین ؓ اس درجہ پر علی وجہ الکمال
نظر آتے ہیں۔

﴿ جو جس حال میں مریگا اسی حال میں اٹھے گا ﴾

ایک بات ضمناً عرض کرتا چلوں کہ صحیح روایتوں میں موجود ہے کہ جو جس حال میں
مریگا وہ اسی حال میں اٹھے گا۔اگر شراب پیتے ہوئے مرے گا تو قیامت کے دن
شراب پیتے ہوئے اٹھے گا،اگر جوا کھیلتے ہوئے مریگا تو قیامت کے دن جوا کھیلتے
ہوئے اٹھے گا۔کسی کو قتل کرتے ہوئے خود بھی مارا گیا ہے تو اسی حال میں اٹھے گا۔
حضرت امام حسین ؓ کی عظمت دیکھئے کہ امام حسین ؓ کی روح پرواز ہورہی ہے
اور آپ سجدے کی حالت میں ہیں تو قیامت کے دن حضرت امام حسین ؓ اٹھیں
گے تو سجدہ کی حالت میں اٹھیں گے۔یہ امام حسین ؓ کی عظمت وفضیلت ہے۔
چند جملے حضرت امام حسین ؓ کے بارے میں اس لئے بھی آپ کے گوش گزار کر
رہا ہوں کیونکہ اس محفل کی نسبت امام حسین ؓ سے ہے ورنہ شہادت کی فضیلت
اور شہادت کی عظمت بہت ہے' اور علمائے کرام سے آپ سنتے رہتے ہیں کہ

شہادت کی یہ برکت ہے' شہادت کی یہ فضیلت ہے۔بس میں نے اپنے اعتبار سے
اور اپنے نکتۂ نظر کے اعتبار سے شہادت کی جو فضیلت آپ کے گوش گزار کی ہے وہ
ایک نئے طریقے سے ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کو شہادت کی طرف
جب راغب فرمایا تو اس وقت تین چیزوں کا بیان فرمایا۔(۱) مغفرت (۲)
رحمت اور (۳) اپنی معیت۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت کے ساتھ عبادت بھی
ہے عبودیت بھی۔اس جانب اشارہ کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس طرف
راغب فرمایا کہ ان چیزوں کو اپناؤ اور اسی کا ذکرِ خیر ہم اور آپ کر رہے ہیں۔

﴿ شہادت کی چوتھی فضیلت ﴾

اب شہادت کی چوتھی فضیلت بھی ملاحظہ فرمایئے۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین باوجود یکہ بڑی شان والے ہیں زندگی بھر اس کی تمنا اور آرزو کرتے رہے۔
چند صحابۂ کرام کے اقوال وافعال پیش خدمت ہے جن سے ہماری تائید ہوگی۔
حضرت عمر ؓ پوری زندگی شہادت کے متمنی رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے
ہیں چنانچہ بخاری شریف میں ان کی یہ دعا موجود ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ (کتاب الجہاد)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں شہادت نصیب فرما۔

اسی طرح حضرت ام حرام بنت ملحان کی وہ گذارش جو انھوں نے شہادت پانے
کیلئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کی، آج بھی بخاری کے اوراق میں موجود

ہے چنانچہ اسے بھی مع عبارت ملاحظہ کیجئے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بنت مِلْحَان فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَطْعَمَتْهُ جَعَلَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فِي الْاَوَّلِ قَالَتْ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ۔ (کتاب الجہاد)

رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) حضرت ام حرام بنت ملحان کے گھر تشریف لے جاتے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں اور حضرت ام حرام حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے اور انھوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے سر مبارک میں شانہ کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کو نیند آ گئی پھر مسکراتے ہوئے آپ بیدار ہوئے۔وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے؟ فرمایا

کہ مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے اس سمندر کے سینے پر اس طرح سوار ہونگے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں۔(حدیث میں) مِثْلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ ہے یا اَلْمُلُوْكُ عَلَى الْاَسِرَّةِ ہے اس میں اسحاق راوی کو شک ہے۔وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما لے۔ان کیلئے رسول اللہ ﷺ! نے دعا کی۔اس کے بعد پھر آپ سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو پہلوں کی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے سمندر کے سینے پر سوار ہیں۔وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔ارشاد فرمایا: تم پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہو۔حضرت ام حرام حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے عہد میں جہاز پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری کے جانور سے گر پڑیں اور جاں بحق ہو گئیں۔

بخاری کی اِن دو روایتوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک شہادت کے متمنی ہیں۔پہلی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا پر مشتمل ہے اور دوسری روایت میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے دعا کی درخواست کر رہی ہیں جو کہ خاتون صحابیہ ہیں۔ان دونوں روایتوں سے تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عکاسی ہو

جا رہی ہے۔تمام صحابہ کا شہادت سے اتنی محبت کرنا بھی شہادت کی ایک فضیلت ہے جسے میں چوتھی فضیلت میں بیان کر رہا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اتنی ہی گفتگو کو قبول فرمائے۔شہادت کے متعلق باتیں تو بیان کرنے کیلئے بہت ہیں۔

﴿مشہد اور مقبرہ میں فرق﴾

بعد میں اس کی تاریخ یہ چلی کہ جو شہادت پاتے ہیں ان کی جب تدفین کرتے ہیں تو انکی جائے تدفین کو مدفن یا مقبرہ نہیں بلکہ مَشہد کہتے ہیں۔اس وجہ سے ائمہ کرام جو شہید ہوئے آج بھی ہمارے یہاں یہ اصطلاح ہے کہ ہم مَشہد امام کاظم موسیٰ علیہ الرحمہ پر گئے مَشہد فلاں پر گئے تھے۔۔۔۔۔مَشہد فلاں پر گئے تھے۔یہ اسی طرف اشارہ ہوتا ہے یہ کافی لمبی گفتگو ہے۔

بس اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو شہادت کی عظمت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے ،اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔یہ مت سمجھیئے گا کہ شہادت کی اتنی فضیلت بیان کی تو اب نماز روزہ چھوڑ کر اپنی مَن مانی شہادت کو اپنانے لگیں نہیں جب آپ عبادت کریں گے تو عبادت کی برکت ملے گی تو عبودیت حاصل ہوگی۔عبادت کی برکت ملے گی تو شہادت ملے گی۔نماز روزہ اور دیگر عبادتوں کی پابندی کریں اور خصوصیت کے ساتھ محرم الحرام میں جو ہم واہیات کاموں میں لگ جاتے ہیں اس سے خود بھی

بچیں اور اپنے دوست واحباب کو بھی اس سے بچائیں، یہ بھی ایک مجاہد کا کام ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں اتنی برائی آ گئی ہے کہ جو آدمی یا جو مقرر اگر اس کے خلاف ایک لفظ کہہ دیتا ہے تو یہ لوگ اس کے گلے آ جاتے ہیں۔اب تو اس کے خلاف ویسے بھی جہاد کرنا پڑتا ہے۔جو بُرا ہے اس کو برا ہی سمجھیئے اور جو کام اچھا ہے اس کو اچھا ہی سمجھیں۔یہی امام حسین رضی اللہ عنہ کا پیغام ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے اس بیان کو قبول فرمائے۔آمین